بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلسلة دروسِ رمضان (06)

تدبر قرآن؛ کیوں اور کیسے؟

تدبر قرآن کی اہمیت (قرآن کی روشنی میں):

1: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ

''یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اتارنے کا اصل مقصد یہ بتایا کہ اس میں غور وتدبر کیا جائے اور اس سے عبرت ونصیحت حاصل کی جائے نہ کہ صرف زبانی تلاوت۔ اگرچہ تلاوت کا بھی بڑا اجر وثواب ہے۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! قرآن میں غور وفکر اسے نہیں کہتے کہ اس کے حروف کو تو یاد کیا جائے مگر اس کے حدود کو پامال کیا جائے، یہاں تک کہ بعض لوگ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میں نے پورا قرآن ختم کر لیا جبکہ ان کے اخلاق وکردار میں قرآن کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا۔

(تفسیر ابن کثیر: 64/7)

2: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قرآن میں غور وفکر کرنے اور اسے سمجھنے کا حکم دیا ہے اور اس کے الفاظ ومعانی کو نہ سمجھنے اور اس سے اعراض کرنے سے منع فرمایا ہے، آیت کریمہ کے اس حکم سے صاف واضح ہے کہ قرآن میں غور وتدبر واجب ہے۔

(تفسیر ابن کثیر: 364/3)

3: آیت کریمہ ہے:

اَلَّذِینَ آتَیْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے۔ وہ اس پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں۔ اور جو اس کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کریں، وہی اصل میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قرآن کی کما حقہ تلاوت یہ ہے کہ بندہ قرآن کی حلال کردہ چیزوں کو حلال اور حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھے اور اس کو ویسے ہی پڑھے جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے اتارا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر: 403/1)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں تلاوت کرنے کا مطلب اس پر عمل کرنا ہے۔

(فتح القدیر: 135/1)

اور بغیر سمجھے قرآن پر عمل کرنا ممکن نہیں۔

4: ارشاد ربانی ہے:

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ

''ان میں سے بعض ان پڑھ ایسے بھی ہیں جو کتاب کے صرف ظاہری الفاظ کو ہی جانتے ہیں صرف گمان اور اٹکل ہی پر ہیں۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق یہاں **أمانی** کا مطلب تلاوت ہے یعنی وہ کتاب میں غور وفکر کر کے پڑھنا نہیں جانتے۔

(فتح القدیر: 156/1)

5: آیت کریمہ ہے:

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

''اور رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! بلاشبہ میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن میں غور وتدبر نہ کرنا اور اس کو سمجھ کر نہ پڑھنا بھی گویا قرآن کو ترک کرنا اور اسے بالائے طاق رکھنا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر: 108/6)

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے قرآن کو چھوڑے رکھنے کی کئی اقسام بیان کی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

’’چوتھی قسم یہ ہے کہ بندہ قرآن میں غور وفکر کرنا اور اسے سمجھ کر پڑھنا چھوڑ دے اور قرآن کے ذریعے اللہ تعالی کا کیا مطالبہ ہے اسے جاننے کی کوشش نہ کرے۔‘‘

(بدائع التفسیر: 2/292)

تدبر قرآن کی اہمیت (احادیث مبارکہ کی روشنی میں):

1: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ)).

’’جو لوگ اللہ کے گھر میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے سمجھ کر پڑھنے پڑھانے اور مذاکرہ کرنے کا اہتمام کرتے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ کی طرف سے سکون و اطمینان کا نزول ہوتا ہے، رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں کے درمیان ان کا ذکر خیر فرماتے ہیں۔‘‘

(صحیح مسلم:2699)

یہاں اس حدیث میں قابل غور بات یہ ہے کہ مذکورہ فضیلتیں یعنی سکون و اطمینان کا نزول، رحمت الٰہی کا ڈھانپنا اور فرشتوں کے درمیان ذکر خیر یہ سب اس تلاوت کے بدلے میں ہے جس تلاوت میں سمجھنا اور غور وفکر کرنا شامل ہو۔ یعنی جتنا تجوید کے ساتھ اور صفات ومخارج کا خیال رکھتے ہوئے پڑھنا ضروری ہے اتنا ہی یہ بھی ضروری ہے کہ سمجھ کر اور غور و تدبر کر کے پڑھا جائے۔

2: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ... يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا، إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ.

’’میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز ادا کی تو آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے، جب تسبیح کی آیت سے گزرتے تو سبحان اللہ کہتے، دعا کی آیت پڑھتے تو دعا مانگتے اور جب پناہ مانگنے والی آیت ہوتی تو پناہ مانگتے۔‘‘

(صحیح مسلم:772)

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعے سے تدبر قرآن کا ایک عملی نمونہ ملتا ہے۔

3: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِآيَةٍ حَتَّى أَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا، وَالْآيَةُ: إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

''نبی اکرم ﷺ تہجد کی نماز میں کھڑے ہوئے اور ایک آیت کو صبح تک دوہراتے رہے، اور وہ آیت یہ تھی:

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

''اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو ان کو بخش دے، تو تو عزیز (غالب)، اور حکیم (حکمت والا) ہے۔

(سنن ابن ماجہ:1350)

یہ ہمارے پیارے رسول ﷺ ہیں جو غور و تدبر کے ساتھ پڑھنے کو کثرت تلاوت پر ترجیح دیتے تھے، یہاں تک کہ بسا اوقات ایک آیت پڑھتے ہوئے پوری رات گزار دیتے تھے۔

4: ایک بار جب حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے تین رات سے کم میں قرآن ختم کرنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے منع فرماتے ہوئے کہا: جو شخص قرآن کو تین رات سے کم میں ختم کرے وہ قرآن کو نہیں سمجھ سکتا۔

(سنن أبی داود:1390)

اس سے معلوم ہوا کہ تلاوتِ قرآن کا اصل مقصد اسے سمجھنا اور اس کی آیات میں غور وفکر کرنا ہے۔

سلف صالحین اور تدبر قرآن:

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک انسان کے لیے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ سودمند چیز اور اس کی نجات کا سب سے آسان راستہ یہ ہے کہ وہ قرآن میں غور وفکر کرے اور اس کی آیات کے معانی و مفاہیم کو سمجھنے کے لیے اپنی پوری توجہ اور کوشش صرف کرے کیونکہ تدبر قرآن سے:

☆ بندے کو بھلائی اور برائی کی تمام شاہراہوں کے بارے میں واقفیت حاصل ہوتی ہے، خیر وشر کے اسباب و وسائل اور ثمرات و نتائج نیز اچھے اور برے لوگوں کے انجام کا علم ہوتا ہے۔

☆ نفع بخش علوم اور سعادت و کامرانی کے خزانوں کی چابیاں اسے ملتی ہیں۔

☆ دل میں ایمان کی بنیادیں مزید راسخ و مضبوط ہوتی ہیں۔

☆ دنیا و آخرت اور جنت وجہنم کی حقیقت و ماہیت سے اس کا دل روشناس ہوتا ہے۔

☆ گذشتہ قوموں کے حالات و واقعات اور ان پر اللہ کی طرف سے آنے والے عذاب اور ان سے ملنے والی عبرت و نصیحت سے آگاہی ہوتی ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف اور انعام و اکرام کا نظارہ ہوتا ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے اسماء و صفات، اس کے افعال، اس کے نزدیک پسندیدہ و ناپسندیدہ اعمال، اس تک پہنچنے کے راستے اور اس کی رکاوٹیں ان ساری چیزوں کے بارے میں معرفت نصیب ہوتی ہے۔
☆ انسانی نفس اس کی صفات اور اعمال کو صحیح کرنے والی چیزوں اور خراب کرنے والی آفتوں کا علم ہوتا ہے۔
☆ اہل جنت و جہنم کے راستے، ان کے اعمال و احوال اور ان کے مقام و مرتبے سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔
☆ آخرت کا ایسا نظارہ ہوتا ہے جیسے وہ وہیں ہو اور دنیا سے انسان ایسے غائب ہو جاتا ہے جیسے وہ اس میں ہے ہی نہیں۔
☆ اختلاف کے وقت حق و باطل کے درمیان تمیز کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور اس سے ایک روشنی ملتی ہے جس سے وہ ہدایت و گمراہی کے درمیان تفریق کر پاتا ہے۔
☆ دل کو طاقت وقوت ملتی ہے اور اسے ایک خوشحال اور پرسکون زندگی نصیب ہوتی ہے چنانچہ اس کی دنیا دوسروں کی دنیا سے مختلف ہوتی ہے، قرآن کے معانی و مفاہیم خوبصورت وعدے کے سہارے بندے کو اپنے رب کی طرف چلنے اور بھاگنے پر آمادہ کرتے ہیں نیز وعیدوں کے ذریعے اسے دردناک عذاب سے ڈراتے اور خبردار کرتے رہتے ہیں۔
☆ مختلف آراء و مذاہب کی تاریکی میں اسے صحیح راستے کی رہنمائی ملتی ہے، بدعتوں اور گمراہیوں کی دلدل میں پھنسنے سے وہ محفوظ رہتا ہے۔
☆ حلال وحرام کے درمیان تمیز کرنے اور پرکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور اس کی حد بندیوں سے واقفیت حاصل ہوتی ہے تاکہ انسان ان حدود کو تجاوز کر کے اپنے آپ کو پریشانی میں نہ مبتلا کرے۔

إعداد: حافظ فیض اللہ ناصر　　إشراف: حافظ شفیق الرحمن زاہد حفظہ اللہ

الحکمۃ انٹرنیشنل

...... لاہور ......